بسلسلہ

ملفوظاتِ حکیم الامت

جلد 21

انفاسِ عیسیٰ (حصہ اول)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ

کی مجالس اور اسفار، نشست و برخاست میں بیان فرمودہ انبیاء کرام، اولیاء عظام کے تذکروں، عاشقانِ الٰہی ذوالاحترام کی حکایات وروایات، دین برحق مذہب اسلام کے احکام ومسائل جن کا ہر فقرہ حقائق ومعانی کے عطر سے معطر، ہر لفظ صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا، ہر کلمہ شرابِ عشق حقیقی میں ڈوبا ہوا، ہر جملہ اصلاح نفس و اخلاق، نکات تصوف اور مختلف علمی و عملی، عقلی ونقلی، معلومات وتجربات کے بیش بہا خزائن کا دفینہ ہے اور جن کا مطالعہ آپ کی پُر بہار مجلس کا نقشہ آج بھی پیش کر دیتا ہے۔

جمع فرمودہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی رحمۃ اللہ

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ اشرفیہ منزل۔ نزد کی آرٹس، چوک فوارہ ملتان۔
بیرون بوہڑ گیٹ، پرانی غلہ منڈی ملتان۔

باسمه

مختصر سوانح جامع ومرتب ملفوظات

(از بندہ سراج الحق مجھلی شہری)

جامع ملفوظات یعنی حضرت مرشدی ومولائی حاجی حافظ قاری سید شاہ محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے خلیفہ ارشد تھے۔ زہد وتقویٰ میں اپنے تمام پیر بھائیوں میں نہایت ممتاز اور مسلم درجہ رکھتے تھے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ کے ایک انعام خاص اور ایک آفتاب تھے ان کے سامنے یقیناً کوئی عالم یا درویش چمک نہیں سکتا تھا ورنہ میرا یقین ہے کہ اگر حضرت جامع رحمہ اللہ کسی دوسرے زمانے میں ہوتے تو ان کی نمود قابل دید ہوتی اور بالیقین ایک عالَم کے مقتدا ہوتے، حضرت حکیم الامتؒ نے سب سے زیادہ تعداد میں طالبین آپ ہی کے سپرد کئے تھے۔

حضرت کے والد ماجد کا نام مولوی سید خیرات علی صاحب تھا۔ الٰہ آباد تحصیل سورام میں قصبہ منڈارہ کے پاس موضع محی الدین پور آپ کا آبائی وطن تھا، حضرت کی ولادت ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑے تھے ۱۹۰۲ء میں حضرت بی، اے میں تھے کہ حسن اتفاق سے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ الٰہ آباد تشریف لائے اور اسٹیشن کے قریب عبداللہ کی مسجد پر مقیم ہوئے آپ کے کئی وعظ شہر میں ہوئے۔ حضرتؒ کو حضرت تھانویؒ سے غائبانہ عقیدت تھی۔ اب جو مواعظ میں شرکت اور ملاقات وگفتگو کا موقع ملا تو توفیق الٰہی نے دامنِ دل کھینچا۔ بی۔ اے کے امتحان میں ناکام ہوئے تو پھر اس کی تکمیل کا ارادہ نہ کیا۔ البتہ ٹریننگ پاس کرلیا جس سے حضرت کو ضلع اسکول فتح پور ہنسوہ میں بمشاہرہ ۳۰ روپے اسسٹنٹ ماسٹری مل گئی۔ تھانہ بھون جاکر بیعت ہوئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ذکر وشغل میں لگ گئے فتح پور رہی میں خیال

ہوا کہ دینیات کی تکمیل کرنی چاہئے وہاں مدرسہ ظہور الاسلامیہ میں مولانا نور محمد صاحب ایک متجر عالم ہونے کے علاوہ صاحب نسبت بزرگ تھے ان سے عرض کیا انہوں نے حضرت کی رعایت سے اپنے یہاں کے اسباق کا وقت مؤخر کر کے ساڑھے چار بجے شام کو پڑھانا شروع کیا اس طرح حضرت نے فقہ، حدیث اور تفسیر کا باقاعدہ درس لیا۔ حضرت کے ایک ہم سبق مولوی صاحب فتح پوری ناقل تھے کہ مولانا عیسیٰ صاحب کا ریاض ان دنوں بھی اتنا بڑھا ہوا تھا کہ جب حضرت استاد کچھ تقریر فرمانے لگتے تو ہم پاس بیٹھنے والوں کو صاف محسوس اور مسموع ہوتا تھا کہ مولانا عیسیٰ صاحب کا قلب ذکر کر رہا ہے اس کے بعد آپ لکھنؤ جوبلی اسکول میں استاد عربی و فارسی ہو کر تبدیل ہوئے وہاں مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے ہمراہ سفر حج کا شوق پیدا ہوا۔ آخر اپنے والد صاحب کو لے کر حرمین تشریف لے گئے لکھنؤ سے مرزا پور، الہ آباد فیض آباد تبدیل ہوئے فیض آباد میں حضرت کو بعمر ۳۵ سال حفظ قرآن کا شوق پیدا ہوا چنانچہ کچھ مدت میں حفظ فرما لیا۔

۱۹۲۳ء میں الہ آباد تبدیل ہو کر آئے اس وقت اس نالائق کاتب سطور کو حضرت کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا۔ یہاں حضرت ۱۹۲۷ء میں پنشن پائی اور بحکم مرشد اپنے وطن میں مقیم ہوئے تاکہ یکسوئی کے ساتھ طالبین کی تربیت و تعلیم فرمائیں۔ مبلغ مالف نمبر ۱۲ امدۃ العمر پنشن ملتی رہی۔

۱۹۳۹ء میں رفیقہ حیات قضا کر گئیں ان کے بعد حضرت نے بہ نیت اتباع سنت ایک بیوہ بی بی کے ساتھ اگرچہ دوسرا نکاح کیا۔ مگر مشیت الٰہی سے وہ بھی ایک سال بعد زچگی میں قضا کر گئیں۔ ۱۹۴۰ء میں حضرت پر فالج گرا، علاج سے وقتی افاقہ ہوا، مگر دماغ پر آخر وقت تک اثر رہا۔ آخر حضرت جونپور بغرض علاج تشریف لے گئے اور وہیں فالج کا تیسرا حملہ ہوا اور اپنے مرشد کے وصال کے صرف ۸ ماہ بعد ۲۵ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ م ۲۱ مارچ ۱۹۴۴ء بروز شنبہ بعمر ۶۳ سال داعی اجل کو لبیک کہا اور مسجد اٹالہ کے قریب ایک چھوٹی مسجد کے زیر دیوار آرام فرما ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کو ذکر سے خاص شغف تھا اللہ تعالیٰ نے وہ سامان فرمایا کہ قیامت تک اذان

کے اذکار اور قرآن کی تلاوت کو سنتے رہیں گے حضرت کو مسجد سے عشق تھا چنانچہ آپ نے کئی مسجدوں کی مکمل مرمت تنہا کرائی اللہ تعالیٰ نے مسجد کا جوار عطا فرمایا۔ حضرت نے تین اولاد ذکور مولوی حاجی محمد ابراہیم صاحب، مولوی حافظ محمد یحیٰی صاحب، مولوی محمد لقمان صاحب، اور عدااولاد اناث چھوڑیں، اللہ تعالیٰ ان کو تادیر قائم رکھے۔

حضرت کی حسب ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

خلاصۃ البیان (تفسیر)۔ ازالۃ الوسن (حدیث)۔ بہشتی ثمر دو حصہ (فقہ)۔ انفاس دو حصہ (کمالات اشرفیہ دو حصہ (تصوف)۔

حضرت کے خلفاء کے جتنے نام معلوم ہو سکے یہ ہیں۔

۱۔ مولوی مرتضیٰ حسین خاں صاحب ساکن محتشم گنج الہ آباد۔ (ان کا انتقال حضرت کے سامنے ہو گیا)

۲۔ مولوی حافظ محمد یٰسین صاحب مریاڈیہی۔

۳۔ مولوی حافظ محمد بشیر صاحب۔

۴۔ مولوی علیم اللہ صاحب ساکن بی بی گنج گورکھپور۔

۵۔ مولوی محمد شفیع صاحب انسپکٹر سندھ (مجاز صحبت)۔

۶۔ مولوی سید محمد عبد الرب صاحب صوفی اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ اسکول سیتا پور (جن کو حضرت نے خود تحریر فرمایا تھا کہ حصول نسبت کی بشارت دیتا ہوں)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تادیر ان حضرات کو تقویٰ و تدین، صحت و عافیت کے ساتھ برقرار رکھے اور اس نالائق خاکپائے صلحاء کی بھی اصلاح فرمائے اور حسن خاتمہ نصیب فرمائے آمین بجاہ الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔